البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورة هود

(۳)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ذٰلِكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيۡكَ مِنۡهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيۡدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا ظَلَمۡنٰهُمۡ
وَلٰكِنۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ فَمَاۤ اَغۡنَتۡ عَنۡهُمۡ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِىۡ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ

یہ اِن بستیوں کی سرگذشتیں ہیں جو ہم تمھیں سنا رہے ہیں۔[۲۲۹] اِن میں سے بعض کھڑی ہیں اور بعض کی فصل کٹ چکی ہے۔[۲۳۰] ہم نے اِن پر کوئی ظلم نہیں کیا، بلکہ اِنھوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تھا۔ پھر تیرے پروردگار کا حکم صادر ہوا تو اِن کے وہ معبود اِن کے کچھ بھی کام نہ آئے جنھیں خدا کے سوا پکارتے تھے۔

۲۲۹۔ یہاں سے آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطبین کو اُس سبق کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے جو اُن سرگذشتوں سے اُنھیں حاصل کرنا چاہیے جو پیچھے بیان ہوئی ہیں۔

۲۳۰۔ اصل میں 'قَآئِمٌ' اور 'حَصِيۡدٌ' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اِن سے کیا مراد ہے؟ استاذ امام لکھتے ہیں:

> ''...'قَآئِمٌ' کی ایک مثال مصر ہے جس کے اندر سے فرعون اور اُس کی قوم کو خدا نے نکالا اور لے جا کر سمندر میں غرق کر دیا۔ مکان قائم رہ گئے، مکین ناپید ہو گئے۔ 'حَصِيۡدٌ' سے مراد قوم ہود اور قوم لوط وغیرہ کی بستیاں ہیں جن کے مکان و مکین سب ناپید ہو گئے۔ صرف کسی کسی کے کچھ آثار اپنے مکینوں کی بدبختی کی داستان عبرت سنانے کے لیے رہ گئے۔'' (تدبر قرآن ۴/ ۱۷۰)

مِنۡ شَیۡءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمۡرُ رَبِّكَ وَمَا زَادُوۡهُمۡ غَيۡرَ تَتۡبِيۡبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَخۡذُ
رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الۡقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخۡذَهٗۤ اَلِيۡمٌ شَدِيۡدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ
لَاٰيَةً لِّمَنۡ خَافَ عَذَابَ الۡاٰخِرَةِ ذٰلِكَ يَوۡمٌ مَّجۡمُوۡعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوۡمٌ
مَّشۡهُوۡدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعۡدُوۡدٍ ﴿۱۰۴﴾ يَوۡمَ يَاۡتِ لَا تَكَلَّمُ نَفۡسٌ
اِلَّا بِاِذۡنِهٖ فَمِنۡهُمۡ شَقِىٌّ وَّسَعِيۡدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ شَقُوۡا فَفِى النَّارِ لَهُمۡ فِيۡهَا
زَفِيۡرٌ وَّشَهِيۡقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ اِلَّا مَا شَآءَ

اِن کی بربادی کے سوا اُنھوں نے اِن لوگوں کے حق میں کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا۔ تیرا پروردگار جب بستیوں کو اُن کے ظلم پر پکڑتا ہے تو اُس کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے۔ حقیقت یہ کہ اُس کی پکڑ بڑی دردناک اور سخت ہے۔ اِس میں یقیناً اُن لوگوں کے لیے بڑی نشانی ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈریں۔ وہ ایک ایسا دن ہے جس کے لیے سب لوگ اکٹھے کیے جائیں گے اور وہ حاضری کا دن ہوگا۔[۲۳۱] ہم اُس کو بس ایک گنتی کی مدت کے لیے ٹال رہے ہیں۔[۲۳۲] جب وہ دن آ جائے گا تو کوئی شخص خدا کی اجازت کے بغیر کلام نہ کر سکے گا۔[۲۳۳] پھر لوگوں میں سے کچھ بد بخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت۔ سو جو بد بخت ہوں گے، وہ دوزخ میں جائیں گے۔ اُنھیں وہاں چیخنا اور چلانا ہے۔[۲۳۴] وہ اُسی میں پڑے رہیں گے، جب تک

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۲۳۱؎ یعنی سب کی حاضری کا دن تا کہ معاملے کے تمام فریق سامنے موجود ہوں اور جو کچھ فیصلہ سنایا جائے، پورے انصاف کے ساتھ سنایا جائے۔

۲۳۲؎ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ پر نبوت کا خاتمہ بجاے خود اِس بات کی علامت ہے کہ قیامت اب زیادہ دور نہیں ہے اور یہ فی الواقع ایک گنتی کی مدت ہی ہے جس کے لیے اُسے موخر کیا گیا ہے۔

۲۳۳؎ یہ اِس لیے فرمایا ہے کہ اُن بے بنیاد توقعات کا خاتمہ ہو جائے جو لوگ اُن ہستیوں سے وابستہ کر لیتے ہیں جنھیں وہ اپنے زعم کے مطابق خدا کے حضور میں شفاعت کرنے والا سمجھتے ہیں۔

۲۳۴؎ 'زَفِيۡر' اور 'شَهِيۡق' کے جو الفاظ اصل میں آئے ہیں، دونوں گدھے کی چیخ کے لیے آتے ہیں۔ ایک

رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٠٧﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِى الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿١٠٨﴾ فَلَا تَكُ فِىْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ

(اُس عالم کے) زمین و آسمان قائم ہیں،[۲۳۵] الّا یہ کہ تیرا پروردگار کچھ اور چاہے۔ اِس میں شک نہیں کہ تیرا پروردگار جو چاہے، کر گزرنے والا ہے۔[۲۳۶] رہے وہ جو نیک بخت ہیں تو وہ جنت میں ہوں گے۔ وہ اُسی میں رہیں گے، جب تک (اُس عالم کے) زمین و آسمان قائم ہیں، الّا یہ کہ تیرا پروردگار کچھ اور چاہے،[۲۳۷] ایسی عطا کے طور پر جو کبھی منقطع نہ ہو گی۔ سو، (اے پیغمبر)، تم اُن چیزوں کے معاملے میں کسی تردد میں نہ پڑو جنھیں یہ پوجتے ہیں۔[۲۳۸] یہ اُسی طرح پوج رہے ہیں، جس طرح اِن سے پہلے اِن کے باپ دادا

اُس چیخ کے لیے جو سانس کو باہر نکالتے وقت اور دوسرا اُس کے لیے جو سانس کو اندر کی طرف لے جاتے وقت پیدا ہوتی ہے۔

۲۳۵؎ یعنی وہ عالم جو قیامِ قیامت کے وقت وجود میں آئے گا۔ قرآن میں بیان ہوا ہے کہ اُس دن ہمارے یہ زمین و آسمان ایک نئے زمین و آسمان میں تبدیل کر دیے جائیں گے۔ دوام اور ہمیشگی کے معنی میں یہ تعبیر ہماری زبان میں بھی اِسی طرح اختیار کی جاتی ہے۔

۲۳۶؎ قرآن کی یہی آیت ہے جس کی بنا پر یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ ایک دن دوزخ کی بساط لپیٹ دی جائے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اُس کا عذاب وعدہ نہیں، بلکہ وعید ہے اور عالم کا پروردگار یہ حق یقیناً رکھتا ہے کہ اپنی رحمت سے مجرموں کی سزا میں تخفیف کرے یا خاک اور راکھ بنا کر اُنھیں ہمیشہ کے لیے اِسی دوزخ کی مٹی میں دفن کر دے۔ آیت کے آخر میں 'اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ' کے الفاظ اِسی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

۲۳۷؎ یہ استثنا بتا رہا ہے کہ اہلِ جنت کے احوال و مراتب میں بھی تبدیلیاں ہوں گی، لیکن یہ خوب سے خوب تر کی نوعیت کی ہوں گی۔ چنانچہ آگے وضاحت کر دی ہے کہ خدا کی اِس بخشش میں کبھی انقطاع نہ ہو گا۔ پچھلی آیت کا خاتمہ 'اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ' کے الفاظ پر ہوا ہے۔ یہاں اُن کی جگہ 'عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ' کے الفاظ آئے ہیں۔ یہ تبدیلی جنت اور دوزخ کے دوام میں اِسی فرق کی بنا پر کی گئی ہے۔

وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ
لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ
اَعْمَالَهُمْ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ

پوجتے رہے۔ ہمارا فیصلہ ہے کہ اِن کا حصہ ہم بغیر کسی کمی کے اِنھیں پورا پورا ادا کر دیں گے۔[۲۳۹] ۱۰۰-۱۰۹

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی تو اُس کے بارے میں بھی (اِسی طرح) اختلاف کیا گیا تھا۔[۲۴۰] تیرے پروردگار کی طرف سے اگر ایک بات پہلے ہی طے نہ کر دی گئی ہوتی تو اِن کے درمیان (اِس اختلاف کا) فیصلہ چکا دیا جاتا۔[۲۴۱] حقیقت یہ ہے کہ (جو کچھ تم پیش کر رہے ہو)، اُس کی طرف سے یہ لوگ ایسے شک میں پڑے ہوئے ہیں جو الجھا دینے والا ہے۔ (تم مطمئن رہو)، تمھارا پروردگار اِن میں سے ہر ایک کو اُس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے کر رہے گا۔[۲۴۲] یہ جو کچھ کر رہے ہیں، وہ اُس سے یقیناً باخبر ہے۔ سو تم بھی ثابت قدم رہو، جیسا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے، اور وہ بھی جنھوں نے تمھارے ساتھ (اپنے پروردگار

۲۳۸؎ یعنی تمھیں یہ تردد نہ ہو کہ اچھے بھلے لوگ ہیں، آخر کسی دلیل کی بنیاد پر ہی اِن چیزوں کو پوجتے ہوں گے۔ اِس میں، ظاہر ہے کہ عتاب کا رخ اُنھی لوگوں کی طرف ہے جو یہ حماقت کر رہے تھے۔

۲۳۹؎ یعنی جس انجام کے مستحق ہیں، ٹھیک اُسی کو پہنچ جائیں گے۔ اِن میں سے کسی کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ ہر ایک کے لیے اُس کے اعمال کی پاداش میں جو صلہ مقرر کیا گیا ہے، وہ اُسے پورا مل جائے گا۔

۲۴۰؎ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ تمھاری قوم کے لوگ جو معاملہ قرآن کے ساتھ کر رہے ہیں، اِس سے پہلے یہی معاملہ تورات کے ساتھ ہو چکا ہے۔ چنانچہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے کہ پریشانی کا باعث بن جائے۔ انبیا علیہم السلام کی دعوت کے ساتھ اُن کی قوموں کا رویہ بالعموم یہی رہا ہے۔

۲۴۱؎ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں، اُس کی بنا پر کسی رعایت کے مستحق تو نہیں رہے، مگر اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ اُس نے ہر قوم کے لیے مہلت کی ایک مدت مقرر کر رکھی ہے۔ لہٰذا انتظار کرو، اِن کا فیصلہ بھی اُسی وقت ہو گا، جب وہ مدت پوری ہو جائے گی۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

وَلَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ
النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ
طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى
لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

کی طرف) رجوع کیا ہے اور کجی اختیار نہ کرو۔ اِس میں شبہ نہیں کہ جو کچھ تم کر رہے ہو، اُسے وہ دیکھ رہا ہے۔ (اِن کی ترغیب و ترہیب کے باوجود) اِن ظالموں کی طرف ذرا نہ جھکنا، ورنہ تمھیں بھی آگ پکڑ لے گی اور خدا کے سوا تمھارا کوئی حامی نہ ہو گا، پھر کہیں سے مدد بھی نہیں پاؤ گے۔[۲۴۳] (اور دیکھو، اِس راہ میں ثابت قدمی کے لیے) دن کے دونوں حصوں میں نماز کا اہتمام کرو اور رات کے اوائل میں بھی۔ حقیقت یہ ہے کہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ ایک یاددہانی ہے اُن کے لیے جو یاددہانی حاصل کرنے والے ہوں۔ اور صبر کرو، اِس لیے کہ اللہ اُن لوگوں کا اجر ضائع نہ کرے گا جو خوبی سے عمل کرنے والے ہیں۔[۲۴۴] ۱۱۰-۱۱۵

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.org

۲۴۲؎ اصل الفاظ ہیں: 'اِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ'۔ اِن میں 'ل' تاکید اور قسم کا ہے اور 'مَا' محض صوت و آہنگ کی ضرورت سے آ گیا ہے۔ اِس کی مثالیں قرآن کے دوسرے مقامات میں بھی ہیں۔

۲۴۳؎ اِس لیے کہ معاملہ اُس پروردگار سے ہو گا جس کے مقابل میں کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا۔

۲۴۴؎ راہ حق کی مشکلات میں قرآن نے ہر جگہ دو ہی چیزوں کی تلقین کی ہے: ایک نماز اور دوسرے صبر و استقامت۔ یہاں یہ مضمون جس طریقے سے آیا ہے، استاذ امام امین احسن اصلاحی نے اُس کے بعض پہلوؤں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''...نماز سے پہلے استقامت اور نماز کے بعد صبر کے ذکر میں ایک اشارہ اِس حقیقت کی طرف بھی ہے کہ پامردی اور استقلال محمود اُسی صورت میں ہے، جب آدمی کا رخ صحیح سمت میں ہو۔ علاوہ ازیں ایک اور نکتہ بھی اِس آیت میں ہے۔ وہ یہ کہ یوں نہیں فرمایا کہ 'صبر کرو، اِس لیے کہ اللہ صبر کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرے گا'، بلکہ یوں فرمایا کہ 'صبر کرو، اِس لیے کہ اللہ خوب کاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرے گا'۔ اِس سے اِس حقیقت کی طرف

فَلَوۡلَا كَانَ مِنَ الۡقُرُوۡنِ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ اُولُوۡا بَقِيَّةٍ يَّنۡهَوۡنَ عَنِ الۡفَسَادِ فِى الۡاَرۡضِ
اِلَّا قَلِيۡلًا مِّمَّنۡ اَنۡجَيۡنَا مِنۡهُمۡ وَاتَّبَعَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مَاۤ اُتۡرِفُوۡا فِيۡهِ وَكَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ ﴿۱۱۶﴾
وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهۡلِكَ الۡقُرٰى بِظُلۡمٍ وَّاَهۡلُهَا مُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱۷﴾
وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوۡنَ مُخۡتَلِفِيۡنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا

پھر (اِس پر بھی غور کرو کہ) ایسا کیوں نہ ہوا کہ تم سے پہلے کی امتوں میں[۲۴۵] ایسے اہل خیر ہوتے جو (لوگوں کو) زمین میں فساد برپا کرنے سے روکتے؟ ایسے لوگ نکلے بھی تو بہت تھوڑے جنھیں ہم نے اُن میں سے نجات دی اور ظالم جس عیش میں تھے، اُسی میں پڑے رہے، (اِس لیے کہ) وہ مجرم تھے۔ (اے پیغمبر)، تیرا پروردگار ایسا نہیں ہے کہ بستیوں کو (اُن کے) کسی ظلم کی پاداش میں ہلاک کر دے، جبکہ اُن کے باشندے اصلاح کرنے والے ہوں[۲۴۶]۔ ۱۱۶-۱۱۷

تیرا پروردگار چاہتا تو تمام انسانوں کو ایک ہی گروہ بنا دیتا، (مگر اُس نے ایسا نہیں کیا، بلکہ اُنھیں ارادہ و اختیار عطا فرمایا ہے تو اب یہی ہو گا کہ) وہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے، سوائے اُن کے جن پر

اشارہ کرنا مقصود ہے کہ صبر بھی خدا کے ہاں عزیز و محبوب اور سزاوار اجر اُنھی لوگوں کا ہے جو اُس طرح صبر کریں، جس طرح صبر کرنے کا حق ہے۔ رو دھو کر اور گلے شکوے کر کے تو سب ہی صبر کر لیتے ہیں۔ خوب کاروں کا صبر یہ ہے کہ سروں پر آرے چل جائیں، لیکن نہ دل گلہ مند ہو نہ پیشانی پر بل آنے پائے۔ جو لوگ اِس شان و وقار سے صبر کرتے ہیں، اُن کا اجر کبھی ضائع نہیں جاتا۔'' (تدبر قرآن ۴/ ۱۷۶)

۲۴۵؎ یعنی اُن امتوں میں جن کی سرگذشتیں پیچھے بیان ہوئی ہیں۔

۲۴۶؎ یہ نہایت سبق آموز طریقے سے اُن کی تباہی کے اصل سبب کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ رسولوں کی طرف سے اتمام حجت کے بعد وہ اِس لیے ہلاک کر دیے گئے کہ اُن کی اکثریت آمادۂ فساد تھی اور اصلاح کرنے والے بہت تھوڑے رہ گئے تھے۔ فرمایا کہ اللہ کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ قوم میں اکثریت اصلاح کرنے والوں کی ہو اور وہ چند لوگوں کے کسی ظلم کی پاداش میں پوری قوم کو تباہ کر دے۔ اِس طرح کی تباہی اُسی وقت آتی ہے، جب قوم بحیثیت مجموعی فساد میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

مَنۡ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمۡ وَتَمَّتۡ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۱۱۹﴾

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِيۡ هٰذِهِ الۡحَقُّ وَمَوۡعِظَةٌ وَّ ذِكۡرٰى لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلۡ لِّلَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ اعۡمَلُوۡا عَلٰى مَكَانَتِكُمۡ اِنَّا عٰمِلُوۡنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانۡتَظِرُوۡا اِنَّا مُنۡتَظِرُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاِلَيۡهِ يُرۡجَعُ الۡاَمۡرُ كُلُّهٗ فَاعۡبُدۡهُ وَتَوَكَّلۡ عَلَيۡهِ وَمَا رَبُّكَ

تیرا پروردگار رحم فرمائے[۲۴۷]۔ اُس نے اِسی لیے اُن کو پیدا کیا ہے (کہ وہ اپنے اختیار سے فیصلہ کریں۔ یہ اُسی کا نتیجہ ہے کہ) تیرے پروردگار کی بات پوری ہوگئی (جو اُس نے کہی تھی) کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سے اکٹھے بھردوں گا[۲۴۸]۔ ۱۱۸-۱۱۹

اور، (اے پیغمبر)، رسولوں کی سرگذشتوں میں سے ہر ایک ہم تمھیں سنا رہے ہیں، جس سے ہم تمھارے دل کو مضبوط کریں۔ اِن کے اندر تمھارے پاس حق آیا ہے[۲۴۹] اور ماننے والوں کے لیے اِن میں نصیحت اور یاددہانی ہے۔ اُن سے کہہ دو، (اے پیغمبر)، جو نہیں مان رہے کہ تم اپنے طریقے پر کرو (جو چاہتے ہو)، ہم اپنے طریقے پر کریں گے۔ تم بھی انتظار کرو (کہ خدا کا فیصلہ کب صادر ہوتا ہے)، ہم بھی منتظر ہیں۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ چھپا ہوا ہے، سب خدا کے پاس ہے اور تمام معاملات اُسی کی طرف رجوع کیے جاتے ہیں۔ سو، (اے پیغمبر)، اُسی کی بندگی کرو اور اُسی پر بھروسا

---

۲۴۷ یعنی اپنے اُس قانون کے مطابق رحم فرمائے جو اُس نے لوگوں کی ہدایت وضلالت کے لیے مقرر کر رکھا ہے اور وہ بدی کو چھوڑ کر نیکی اختیار کرلیں۔

۲۴۸ یہ اُس بات کا حوالہ ہے جو ابلیس کے جواب میں ارشاد ہوئی تھی، جب اُس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں ذریت آدم کو اِس طرح گھیروں گا کہ اُن کی اکثریت تیری شکر گزار نہیں رہے گی۔

۲۴۹ یعنی یہ حقیقت بیان ہوئی ہے کہ اہل حق کو غلبہ حاصل ہوا اور منکرین تباہ کردیے گئے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾

رکھو۔ تم لوگ جو کچھ کر رہے ہو، تیرا پروردگار اُس سے بے خبر نہیں ہے۔ ۱۲۰-۱۲۳

کوالالمپور

۳/ مارچ ۲۰۱۲ء

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com